محمد عمر فاروق

آگ کا کھیل

ابھی وہ لوگ زندہ ہیں، جنہوں نے لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، وزیر آباد اور ملتان کی گلیوں، بازاروں اور شاہراہوں پر دس ہزار مسلمانوں کو تحفظ ناموس رسالت کی خاطر جان قربان کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ بے خوف انسان آج بھی ہم میں موجود ہیں، جنہوں نے عشق رسالت میں اپنی جوانیاں جیلوں کی نذر کردیں اور گولیوں سے داغدار جسموں کے ساتھ وہ دلاور اب بھی سلامت ہیں، جن کا جرم ''ختم نبوت، زندہ باد'' کے نعرے لگانا قرار پایا تھا۔ لیکن عزیمتوں کے یہ راہی ہر مصیبت، پریشانی اور صعوبت صرف تحفظ ختم نبوت کے لئے سہہ رہے تھے کیونکہ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کے دامنِ نبوت پر ازلی بدبختوں کا ایک گروہ حملہ آور ہو چکا تھا۔ جناب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت مقدسہ کے مقابلے میں آنجہانی مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت لائی جارہی تھی اور نوبت یہاں تک آپہنچی تھی کہ قادیانی پوپ پال مرزا بشیر الدین محمود پاکستان میں قادیانی حکومت کے قیام کے خواب دیکھنے لگا اور آخرکار اس نے کھل کر اعلان کرڈالا کہ ''۱۹۵۲ء میرا سال ہے''۔ جس پر خانوادۂ رسول کے چشم و چراغ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میدان عمل میں نکلے اور مرزا بشیر الدین محمود کو للکار کر فرمایا: ''بشیر الدین! اب دیکھنا ۱۹۵۳ء میرا ہے'' پھر چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ اس مرد مجاہد کی ایک ہی صداء پر بچے بوڑھے اور جوان دوڑے چلے آئے اور انہوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر قادیانی اقتدار کے عزائم کو خاک میں ملادیا۔ اور اپنے مقدس لہو سے عقیدۂ ختم نبوت کے گرد ایک ایسا آہنی اور حفاظتی حصار قائم کیا کہ پھر آج تک قادیانی امت نہ تو اپنی قوت مجتمع کرسکی اور نہ ہی ختم نبوت پر مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت بیرونی آقاؤں کے اشارے پر ریاستی تشدد کے ذریعے کچل دی گئی۔ لیکن وقتی پابندیاں، عارضی جبر و تشدد اور ناپائیدار اقتدار کے ہتھکنڈے دیوانوں کی راہیں بھلا کب روک سکے ہیں۔ تحریک ختم نبوت کے اختتام پر حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا تھا کہ ''یہ تحریک ناکام نہیں ہوئی۔ میں نے اس تحریک میں ایسا بم نصب کردیا ہے جو وقت آنے پر ضرور پھٹے گا'' اور پھر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس عظیم دینی و قومی رہنماء کی پیشگوئی درست ثابت ہوئی اور دُزدانِ نبوت قادیانی گماشتے اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

پاکستان ان دنوں پھر امریکی، صیہونی اور مغربی سازشوں کی لپیٹ میں ہے۔ افغان مسئلہ پر اتحادیوں کا ساتھ دینے سے پاکستان کی مشکلات کم ہونے کی بجائے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہیں اور اب عالمی طاقتیں پاکستان کے نظریاتی تشخص کے خاتمے کے درپے ہو چکی ہیں۔ قومی اسمبلی میں عورتوں کی ۳۳ فیصد نشستوں اور مخلوط انتخابات جیسے فیصلے اسی بیرونی دباؤ ہی کا نتیجہ ہیں۔ اب حدود اور توہین رسالت کے ساتھ کہہ چکے ہیں کہ ''حکومت بہت جلد حدود آرڈی نینس اور توہین رسالت کے قوانین میں مذہبی، قانونی اور تاریخی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے تبدیلیاں لائے گی۔ حکومت ان معاملات کا جائزہ لے رہی ہے اور بہت

جلد اس بارے حقیقت پسندانہ فیصلہ کریں گے''۔ مذکورہ دونوں قوانین عوامی و جمہوری منتخب اداروں کے منظور کردہ قوانین ہیں۔ جنہیں عوام کے منتخب نمائندوں نے عوامی خواہش کے پیش نظر قانون کا درجہ دلایا تھا۔لیکن یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ غیر متنازعہ قوانین یکا یک کیوں باعثِ نزاع بنائے جارہے ہیں۔اور تبدیلی کے پردے میں کون سے مقاصد حاصل کرنا مقصود ہیں۔ دراصل مسئلہ قوانین کی تبدیلی نہیں، بلکہ مقصد ان قوانین کی اصل شکل کو اس حد تک تبدیل کر دینا ہے کہ عملاً ان کا اطلاق کسی بھی مجرم پر نہ کیا جاسکے۔سیکولر حکمرانوں کی حساس معاملات پر لچکدار اور لبرل پالیسیاں ہیں۔جس سے ان لابیوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملا ہے اور ان کی مذموم سرگرمیوں کا بلا روک ٹوک جارر ہنا دراصل ان کی حکومتی سر پرستی کے خدشے کو یقین میں بدلنے لگا ہے۔جس کا پہلا نتیجہ ووٹر فارم سے ختم نبوت پر ایمان رکھنے کی شق کو ختم کر دینے کی صورت میں سامنے آیا ہے۔جس نے تمام دینی حلقوں میں غم و غصے اور اضطراب کی لہر دوڑادی ہے۔

قادیانیوں نے وطنِ عزیز کو روزاوّل ہی سے اپنا ہدف بنا رکھا ہے۔پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی نے سوچی سمجھی پالیسی کے تحت ملک کو امریکہ کی جھولی میں ڈال دیا۔قادیانی جرنیلوں جنرل اختر ملک اور جنرل عبدالعلی نے ۱۹۶۵ء میں بھارت سے جنگ چھیڑ کر پاکستان کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا۔۱۹۷۱ء میں پلاننگ کمیشن کے چیئر مین مرزا قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد کی جان لیوا اقتصادی پالیسیوں نے مشرقی و مغربی پاکستان کے عوام میں نفرت کی دیوار کھینچ دی اور نتیجہ یہ کہ وطن دولخت ہوگیا۔اب پھر قادیانی گماشتے روز روز جنرل پرویز مشرف کے گرد گھیرا تنگ کر رہے ہیں۔اور قادیانی عنصر قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے ،امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے خاتمے اور قانون توہین رسالت کو بے اثر بنانے کے لئے کوشاں ہوگیا ہے۔اس مرحلے پر حکمرانوں کے نااہل مشیر ایسے نازک اور حساس ترین معاملات میں امت مسلمہ کے اجماعی عقائد کی پاسبانی کی بجائے منکرین ختم نبوت کی پشتیبانی کر کے آگ کا کھیل کھیل رہے ہیں۔آگ ،آگ ہوتی ہے جو کچے جھونپڑوں ہی کو نہیں فلک بوس تاج محلوں کو بھی جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

اگر کل خواجہ ناظم الدین، سر ظفر اللہ کی برطرفی کے مطالبے کی منظوری پر برطانیہ کی ناراضی کا جواز پیش کرتے تھے تو آج امریکہ کو راضی رکھنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔اے کاش! وقت کے حکمران اللہ کی خوشنودی کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے اور جناب ختمی المرتبت ﷺ کی حرمت و ناموس کا ہی لحاظ کر لیتے کہ جن کے نام کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں اور جن کے مقدس خانوادے سے انہیں اپنی نسبت و قرابت کا دعویٰ بھی ہے۔

خدانخواستہ اگر کسی کو کسی کا کچھ بھی پاس نہیں ہے تو وہ یہ جان رکھے! کہ وہ باغیرت مائیں اب بھی موجود ہیں جو سرمایۂ کائنات ﷺ کی ذات پر اپنے جگر کے ٹکڑے وار کر سکتی ہیں اور وہ جوانمرد ابھی باقی ہیں جو آگ اور خون کے دریاؤں کو پار کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔جسے ان کے مقابل آنے کا زعم ہو، وہ کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے اپنے پیش روؤں کے انجام سے سبق لے۔ایسا نہ ہو کہ مؤرخ کا قلم اسے حرفِ غلط کی طرح مٹا ڈالے۔یہ معاملہ جنابِ ختم المرسلین علیہ اسلام کی ختم المرسلینی کا ہے کہ آج بھی جن کی بارگاہ میں آواز بلند کرنا اعمال کی بربادی اور ایمان کی تباہی کے مترادف ہے۔